ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

محمد بن عبد الرحمٰن بخاریؒ کی کتاب "محاسن الاسلام والشرائع" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

The Research Study of the Methodology of "Mahasin-ul-Islam" by Muhammad ibn Abdur Rahman Bukhari

عنایت اللہ[1]

لیکچرار نثار شہید ڈگری کالج، رسالپور کینٹ، نوشہرہ

محمد زیب خان قاضی[2]

پی ایچ ڈی، قرطبہ یونیورسٹی پشاور، عربک ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول بائیکوٹ (صوابی)

گلالئی گل[3]

پی ایچ ڈی، جامعہ پشاور، وزٹنگ لیکچرار جامعہ پشاور

Abstract

Islam is a complete and comprehensive code of life. The teachings and rules (Ahkam) of Islam are unique and rational. Many scholars have described the philosophy of Islamic ahkam and have written books on the subject, one of these books is Mahasin-ul-Islam wa Shara-ul-Islam by Faqih Muhammad ibn Abdur Rahman Bukhari (546 A.H), in which the author has described the philosophy and Mahasin of Eman, Islam and Islamic Ahkam. Reading these Mahasin gives insight and heartfelt satisfaction in religion. The author was a great scholar of the Hanafi jurisprudence in sixth century (Hijri). He is known as Faqih Bukhari. The book Mahasin-ul-Islam wa Shara-ul-Islam is a great attempt at its subject. The book has arranged in the order of jurisprudential chapters. The first chapter of the book is Kitab-ul- Eman and the last chapter is

1 لیکچرار نثار شہید ڈگری کالج، رسالپور کینٹ، نوشہرہ

2 پی ایچ ڈی، قرطبہ یونیورسٹی پشاور، عربک ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول بائیکوٹ (صوابی)

3 پی ایچ ڈی، جامعہ پشاور، وزٹنگ لیکچرار جامعہ پشاور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

kitab-ul-Shahdat. The total basic chapters which are mentioned in this book are twenty nine. The author has presented Quranic Verses, Ahadith, Hikayaat (anecdotes) and verses for support. This article presents a research study of the characterastics and methodology of the book Mahasin-ul-Islam wa Shara-ul-Islam.

Key Words: *Muhammad bin Abdur Rahman, Bukhari, Mahasin-ul-Islam, Methodology*

تعارف موضوع

اسلامی شریعت ایک محکم و مکمل دستور العمل اور کامل ضابطہ حیات ہے اور اسلامی احکام منفرد، متوازن اور معقول ہیں۔ احکام شرعیہ کے ثبوت کا مدار اگرچہ شرعی نصوص پر ہیں لیکن اس کے باوجود اس کا ہر حکم بہت سی عقلی مصالح و حِکَم پر مبنی ہے، کوئی حکم ایسا نہیں جس میں کوئی حکمت و فلاسفی اور بندوں کے لیے مصلحت نہ ہو ۔ احکام شرعیہ کے ثبوت کے لیے اگرچہ ان مصالح، حِکَم عقلیہ اور اسرار کا جاننا ضروری نہیں، لیکن ان مصالح، حِکَم واسرار سے ایگ گونہ بصیرت اور اطمینانِ قلبی ضرور حاصل ہوتا ہے، نیز احکام اسلامی پر وارد ہونے والے اشکالات کا جواب بھی ملتا ہے۔ اس بنا پر مختلف ادوار میں اہلِ علم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور قیمتی علمی ذخیرہ مرتب فرمایا، جن میں امام ابو بکر قفالؒ[1] کی "محاسن الشریعۃ"، امام غزالیؒ[2] کی "احیاء العلوم" اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ[3] کی "حجۃ اللہ البالغۃ" مشہور کتابیں ہیں ۔ ان کتابوں میں اسلامی احکام کی عقلی حکمتوں اور مصالح کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس کو مستقل علم قرار دے کر "علم اسرار الدین" کا نام دیا ہے[4]۔ اس موضوع پر ایک نادر اور قیمتی تصنیف فقیہ محمد بن عبد الرحمن بخاریؒ کی کتاب " محاسن الاسلام و شرائع الاسلام " بھی ہے، جس میں مصنفؒ نے شرعی احکام کے محاسن، مصالح اور عقلی حکمتیں مختصر مگر جامع انداز میں بیان کی ہے۔ درج ذیل سطور میں اوّلا مصنف اور تصنیف کا تعارف اور اس کے بعد کتاب کی خصوصیات اور اس میں اختیار کردہ منہج واسلوب کا تذکرہ کیا جائے گا۔

مصنف کا نام ونسب، نسبت اور ولادت:

آپ کا نام محمد، والد کا نام عبد الرحمن اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، بخاری نسبت ہے جو علم کے شہر بخارا کی طرف منسوب ہے۔ آپ فقیہ اور زاہد علاء (علاء الدین) سے مشہور تھے۔[5]

آپ کی ولادت کی حتمی تاریخ نہیں مل سکی، البتہ طبقات وسیر کی کتابوں سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت پانچویں صدی ہجری کے نصفِ آخر میں ہوئی تھی۔

اساتذہ وتلامذہ:

آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کا تفصیلی تذکرہ بھی نہیں مل سکا۔علامہ سمعانیؒ نے آپ کے اساتذہ میں ابو نصر احمد بن عبد الرحمن رِیغذَمونی کا تذکرہ کیا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

" تَفَقَّهَ عَلَى أَبِيْ نَصْرِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الرّحمنَ الرِّيْغْذَمُونِي، وَحَدَّثَ عَنْهُ [6]."

"آپ نے فقہ اور حدیث کی تعلیم ابو نصر احمد بن عبد الرحمن رِیغذمونی سے لی"۔

آپ کے تلامذہ میں صاحب ہدایہ امام ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانیؒ اور علامہ عقیلیؒ کے نام بھی آتے ہیں۔علامہ قرشی حنفی لکھتے ہیں:

" هُوَ مِنْ مَشَايِخِ صَاحِبِ "الْهِدَايَةِ" ، وَقَدْ ذَكَرَهُ فِيْ "مَشْيَخَتِه.[7]"

"آپ صاحب ہدایہ کے اساتذہ ومشائخ میں سے ہیں، چناں چہ صاحب ہدایہ نے اپنے مشائخ کے ناموں پر مشتمل رسالہ میں آپ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔"

نیز لکھتے ہیں:" تفقَّه عَلَيهِ العَقيلي .[8]" (علامہ عقیلی نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔)

علامہ داودی نے "طبقات المفسرین" میں بھی صاحب ہدایہ کے تلمذ کا تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

" أَخَذَ عَنه صَاحِبُ " الهِدَايَة " وَ غَيْرُه .[9]"

"آپ سے صاحب ہدایہ وغیرہ نے تعلیم لی ہیں۔"

علامہ سمعانیؒ کو بھی آپؒ سے اجازت حاصل تھی، چناں چہ علامہ سمعانی خود لکھتے ہیں:

"كَتَبَ إِلَيَّ بالإجَازَةِ ، وَلم أَلْحَقْهُ بِبُخَارَى.[10]"

"آپؒ نے لکھ کر مرویات کی اجازت دی لیکن ان سے بخارا میں ملاقات نہ کر سکا۔"

علمی مقام:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

آپؒ فقیہ، مفسر، اصولی، متکلم اور واعظ وخطیب تھے۔ فقہ اور تفسیر میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ طبقات فقہاء اور طبقات المفسرین دونوں میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔ علامہ سمعانی نے آپ کا علمی مقام ومرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

"كَانَ فَقِيْهًا فَاضِلاً مُفْتِيًا مُذَكِّرًا وُصُوْلِيًا مُتَكَلِّمًا، حَسَنُ الكلامِ فِي الوَعْظِ والتَّفْسِيْر. ولكنَّهُ كَانَ مُجَازِفا، مُتَسَاهِلا فِي الرِّوَايَةِ."[11]

"آپ فقیہ، صاحبِ علم، واعظ، وصولی اور متکلم تھے، وعظ اور تفسیر میں ماہر تھے، لیکن روایات میں تساہل سے کام لیتے تھے۔"

تصنیفات:

کتب طبقات و تاریخ وسِیر میں آپ کی تفسیر کے علاوہ دیگر تصنیفات کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ علامہ سمعانیؒ آپ کی تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قيل: إنَّه صَنَّفَ فِي التَّفْسِيْرِ "كِتَابا" أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ جُزْءٍ، وأَمْلَى فِيْ آخِرِ عُمْرِه."[12]

"کہا جاتا ہے کہ آپ نے تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جو ایک ہزار سے زیادہ اجزا پر مشتمل ہے اور اس کو آخری عمر میں لکھوایا تھا۔"

حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں آپ کی تفسیر کو "تفسیر العلائی" اور "تفسیر محمد بن عبد الرحمن البخاری" کے نام سے ذکر کیا ہے[13]۔

محاسن الاسلام:

"محاسن الاسلام وشرائع الاسلام" کی نسبت کا ذکر قدیم کتب میں نہیں مل سکا البتہ بعض معاصر اہلِ علم نے اپنی کتابوں میں مصنف کی طرف نسبت کر کے حوالہ دیا ہے، چناں چہ احمد بن یوسف السید اپنی کتاب "محاسن الاسلام: نظرات منہجیۃ" میں مصنف کی محاسن الاسلام کے مقدمہ سے چند جملے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

" بِهذِهِ الجُملَةِ قَدَّمَ أَبو عبْدِ اللهِ مُحَمّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحمنِ البُخاريُّ كتابَهُ "محاسنَ الإسْلَامِ وَ شَرَائِعَ الإسْلَام."[14]

"اسی پیراگراف کو ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن بخاری نے اپنی کتاب محاسن الاسلام وشرائع الاسلام میں بطور مقدمہ لایا ہے۔"

زید بن فالح ربع شمری لکھتے ہیں:

"وَ قَدْ أَلَّف العُلماءُ قَديمًا وَ حدِيثًا مصنَّفاتٍ في محاسِنِ الإسْلَامِ ككِتابِ "محاسنِ الإسلام وَ شرائع الإسْلَام" لمحمّد بن عبد الرحمن البخَاري الزّاهد الّذي تُوفّي في القَرنِ السّادس الهِجريّ ."[15]

"علماء نے زمانہ قدیم وجدید میں محاسن الاسلام کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں جیسا کہ چھٹی صدی ہجری کے عالم محمد بن عبدالرحمن بخاریؒ کی کتاب "محاسن الاسلام وشرائع الاسلام" ہے۔"

"محاسن الاسلام" کا تعارف:

کتاب کا پورا نام "محاسن الاسلام وشرائع الاسلام" ہے، جس میں دینِ اسلام کے اسرار اور احکام شرعیہ کے محاسن (خوبیوں) اور حکمتوں کو بیان کیا گیا ہے، جن کے پڑھنے اور سمجھنے سے بصیرت فی الدین اور اطمینان قلبی حاصل ہوتی۔ یہ ایک جز اور 114 صفحات پر مشتمل ہے اور یہی ایک نسخہ کئی مطابع سے مختلف اوقات میں چھپ چکا ہے۔

مصنفؒ کی طرف اس کی نسبت کے حوالے سے بحث مندرجہ بالا سطور میں گذر چکی ہے۔

محاسن الاسلام کا منہج اور خصوصیات:

1-وضاحتِ موضوع اور وجہ تالیف:

مصنفؒ نے سب سے پہلے مقدمہ میں موضوعِ کتاب کی وضاحت اور کتاب کی وجہ تالیف کا تذکرہ کیا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

" اعْلَمُوا إِخْوانِيْ ، أَنَّ طَلَبَ عِلْمِ الدِّينِ فَرْضٌ وَلَوْ بالصِّين، وَمَنْ طَلَبَ شَيئًا بَعُدَتْ شُقَّتُهُ ، لَابُدَّ تَلْحقُهُ مَشقّتُهُ، فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ مَعرفَتِه وَ مَعرفةِ مَنَا فِعِه ، لِيَحْمِلَهُ ذَالِكَ عَلَى تحمُّلِ الْمَشقَّةِ ، و قَطْعِ الشُّقَّةِ ، وَ قَطْعِ الْمَسافَةِ، أَوِ الرِّضَا بالتَّلَفِ والآفَةِ. فَهذَا حَمَلَنِيْ عِندَ ضَعْفِي ، وَكِبَرِ سِنِّيْ عَلَى أن أَتفَحَّصَ مِنْ مَحاسِنِ الإِسلَامِ والشَّرَائِعِ ، فَأُبْرِزَ فِي كُلِّ أَمرٍ مَشْرُوعٍ مِنْ سِرٍّ حسَنٍ مَطبُوعٍ ، عَلَى وَجْهٍ يَرْضَاهُ مَنْ دَانَ الإِسْلَامَ إِذا أَنْصَفَ مِنْ عَقْلِهِ ، وَلَمْ يَظْهَرِ العِنَادُ مِنْ فِعلِهِ وَقَوْلِهِ.[16] "

" جان لو بھائیو کہ علم دین کی طلب فرض ہے اگر چہ چین جانا پڑھے، اور جو شخص ایسی شیء کا طالب ہو جس کا سفر لمبا ہو تو اسے ضرور مشقت و تکلیف سے دوچار ہونا پڑے گا، پس اس شخص کے لیے اس شیء کی معرفت اور اس کے فوائد کا جاننا ضروری ہوتا ہے تاکہ یہ (معرفت منافع) ہر قسم کی مشقت اور نقصان کے لیے اسے متحمل بنائے (اور علم دین بھی ایک ایسی شیء ہے جس کی معرفت اور اس کے اندر ودیعت کردہ مصالح و محاسن کی پہچان ضروری ہے) اور اسی بات نے مجھے اپنی کمزوری اور دراز عمری کے زمانے میں اس بات پر امادہ کیا کہ میں اسلام اوراس کے احکام کے محاسن کی تلاش کروں اور ہر اس خوبی کو ظاہر کردوں جو ان احکام میں موجود ہے، ایسے انداز سے کہ ہر منصف اور عناد سے خالی شخص اسے قبول کرے گا۔"

اس پیراگراف میں مصنفؒ نے وجہ تالیف اور موضوعِ کتاب کی وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کا موضوع اسلام اور احکام اسلامیہ کے محاسن و حِکَم کا بیان ہے۔

2-ابواب کی فقہی ترتیب:

مصنفؒ نے کتاب کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، سب سے پہلے کتاب الایمان کے عنوان سے محاسن الایمان اور محاسن الاسلام کا ذکر کیا ہے، اس کے بعد محاسن عقد الذمہ کے عنوان سے عقد ذمہ کے محاسن اور حکمتوں کا تذکرہ کیا ہے اور پھر کتاب الصلاۃ اور سب سے آخر میں کتاب الشہادات کو

لایا ہے، اسی طرح کل تقریباً اُنتیس (29) بڑے عنوانات لگا کر ان کے ضمن میں مختلف ابواب اور اس سے متعلقہ محاسن اور حِکَم واسرار کا ذکر کیا ہے۔

3-محاسن کے بیان کا اسلوب:

مصنفؒ سب سے پہلے کتاب کا عنوان لگاتے اور اس کے بعد محاسن ذکر کرتے ہیں، مثلاً کتاب الصوم کا عنوان لگا کر اس کے محاسن کو " وَ أمّا محاسنُ الصوم" سے ذکر کرنا شروع کرتے ہیں۔

کبھی کبھار باب کی ابتداء میں تمہیدی تعارف کے بعد محاسن کا مستقل عنوان لگا کر تذکرہ کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب الصلاۃ کی ابتداء میں شرائع اسلام میں نماز کے مرتبہ اور اہمیت اور پھر دیگر احکام شرعیہ کا تذکرہ کرنے بعد "محاسن الصلاۃ" کا مستقل عنوان لگاتے ہیں[17]۔ کبھی مستقل عنوان لگائے بغیر کتاب وباب کے مندرجات کے محاسن ذکر کرتے ہیں، مثلاً کتاب الاِیمان کی ابتداء میں اولاً ایمان کی اہمیت بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد ایمان کے دونوں اجزا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے محاسن کا ذکر کرتے ہیں[18]۔

4-محاسنِ احکام میں تنوع:

ہر باب کے تحت مختلف النوع محاسن و اسرار کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مثلاً عقد ذمہ کے محاسن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "فَمِنْ مَحَاسِنِه اسْتِفَادَةُ السَّلْمِ ، قَالَ تَعَالَىٰ : ﴿ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾[سورۃ الأنفال 8:61] ، فَتَسْتَرِيْحُ عَنْ مَعَرَّةِ حِرَابِهِمْ ، وَيَرَوْنَ مَحَاسِنَ الْإِسْلَامِ فَيَرْغَبُوْنَ فِيْ الإِسْلَامِ."[19]
>
> "عقد ذمہ کا ایک حسن اور حکمت صلح کا حصول ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر یہ لوگ (کفار) صلح کے لیے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ"، پس صلح کی وجہ سے جنگ کے نقصان سے محفوظ رہیں گے، نیز وہ اسلام کی خوبیوں اور فوائد کو دیکھ کر اسلام کی طرف راغب ہو جائیں گے۔"

اس کے بعد عقد ذمہ کی ایک اور حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان واسلام سے مستغنی ہے، وہ غنی ذات ہے اسے کسی کے ایمان کی حاجت نہیں اور نہ کسی کا کفر اسے ضرر پہنچا سکتا ہے۔ آپؒ نے اس کو یوں بیان کیا ہے:

" وَمِنْهَا : إِظْهَارُ غِنَى اللهِ تَعَالَى عَنْ إِسْلَامِ الْخَلْقِ أَجْمَعَ، لِيَعْلَمُوْا أَنَّهُ لَا يَتَضَرَّرُ بِكُفْرِ كَافِرٍ ، وَ لَا يَنْتَفِعُ بِإِيْمَانِ مُؤْمِنٍ. "[20]

"عقد ذمہ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے اسلام سے مستغنی ہے (اسے کسی کے ایمان کی ضرورت نہیں) تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کو نہ کسی کے ایمان سے فائدہ پہنچتا ہے اور نہ کسی کے کفر کا نقصان پہنچتا ہے۔"

5- آیاتِ قرآنیہ سے استدلال:

محاسن کے ضمن میں مسئلہ کی تائید کے لیے قرآنی آیات کو بھی بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ مثلاً زکوۃ کے محاسن میں ایک حسن یہ ہے کہ زکوۃ دینا مال کی نعمت پر شکر ادا کرنا ہے اور جو شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نعمت میں اضافہ کرے گا۔ اس کو ذکر کرتے ہوئے آیت سے تائید بھی پیش کی ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

"وَ هٰذَا لِأَنَّ الزَّكَاةَ شُكْرُ نِعْمَةِ الْمَالِ ، وَ مَنْ شَكَرَ اسْتَحَقَّ الزِّيَادَةَ ، قَالَ اللهُ تَعَالَى : ﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ سورة إبراهيم 7:14 ".[21]

"اور اس لیے کہ زکاہ نعمتِ مال کا شکر ہے اور جو شکر کرتا ہے وہ زیادہ کا مستحق ہوتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے: اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔"

محاسن الصوم میں بنیادی حسن وحکمت یہ ہے کہ اس سے بندے کے اندر تقوٰی پیدا ہوتا ہے اور تقویٰ کا بدلہ جنت ہے، اس کو ذکر کرتے ہوئے بطور تائید آیت﴿وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ[22]﴾ (اور ایسے جنت (کی طرف دوڑو) جس کا وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے، جو تقویٰ داروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔) کو ذکر کیا ہے[23]۔

6-احادیث نبویہ سے استدلال:

آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کو بھی بطور تائید واستدلال ذکر کرتے ہیں، مثلاً ایمان کے محاسن میں سے ایک حسن اور حکمت استفادۃ العصمۃ ہے یعنی ایمان لانے سے بندے کی جان، مال اور اہل وعیال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ آپؒ اس حسن وحکمت ذکر کرتے وقت حدیث بھی ذکر کرتے ہیں:

" وَ مِنْهَا :اسْتِفَادَةُ الْعِصْمَةِ لِلنَّفْسِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ والْمَالِ ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :" **أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوا لَاإِلَهَ إِلَّااللّٰهُ ،فَإِذا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ[24]"**.[25]"

7-حدیث بالمعنیٰ ذکر کرنا:

مصنفؒ کبھی کبھار حدیث بالمعنیٰ ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کیا ہے:

"قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : **"وَلَيسَ على أَهْلِ لَاإِلَهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْشَةٌ فِي الْأَحْوَالِ ، وَ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْأَهْوَالِ-"**

"لا الٰہ اللہ والو پر کسی حالت میں وحشت نہیں ہوگی اور نہ قیامت کے خوف کے وقت۔"

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی، البتہ اس مفہوم کی حدیث کو طبرانیؒ نے "المعجم الاوسط" میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے: **"ليس على أهل لا إله إلا الله وحشةٌ عند الموتِ ولا عند القبرِ.[26]"**

اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

"ليس على أهل لا إله إلا الله وحشةٌ في قبورهم، ولا في نشورِهم ، وكأني بأهلِ لا إله إلا الله يَنفُضون عن رؤُوسهم ، يقولون: الحمد لله الذي أذهب عنا الحزن.[27]"

حدیث کے اس قسم روایت کو اہلِ علم روایت بالمعنیٰ یا حدیث بالمعنیٰ کہتے ہیں اور جمہور اہلِ علم کے نزدیک روایت بالمعنیٰ اس شخص کے جائز ہے جو لغت کا ماہر ہو اور الفاظ ایسے ہوں جن سے اصل حدیث کا مفہوم کو بر قرار رہے۔ علماء نے روایت بالمعنی کے دیگر شرائط بھی ذکر کئے ہیں جو اصولِ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔[28]

8-اشعار سے استشہاد:

مصنفؒ نے کئی مواضع میں اشعار کو بھی بطور استشہاد ذکر کیے ہیں۔ اشعار لانے میں اسلوب یہ ہے کہ کبھی صرف ایک مصرع ذکر کرتے ہیں اور کبھی پورا بیت ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: " وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ" یہ دراصل متنبی کے ایک بیت کا دوسرا مصرع ہے، پورا بیت یوں ہے:

نَذِيمُهُم وِ بِهِمْ عَرَفْنا فَضْلَهُ　　　وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ[29]

"ہم ان کی مذمت کرتے ہیں اور انہی کی وجہ سے ہم نے اس کا مرتبہ پہچانا اور چیزیں اپنی ضد کے ذریعے واضح ہوتی ہیں۔"

اور کبھی پورا بیت بلکہ دو بیتوں کو نقل کرتے ہیں جیسا کہ محاسن الصوم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے تھے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں اس کلام میں "تأسّي في التساوي"(مصیبت وغیرہ میں برابری کا اظہار کرنا) ہے، یعنی جب مصیبت عام ہوتی ہے تو مصیبت زدہ دوسروں کی مصیبت دیکھ تسلی حاصل کرتا ہے۔ اس ضمن میں مصنفؒ نے سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کے قصیدے (جس کو انہوں نے اپنے بھائی صخر کے مرثیہ میں کہاہے) سے درج ذیل دو بیت نقل کیے ہیں:

فَمَا يَبْكُونَ مِثْلَ أَخِيْ وَلَكِنْ　　　أُعزِّي النَّفسَ مِنْهُ بِالتَّأَسِّيْ
فَلَوْ لَا كَثْرَةُ البَاكِيْنَ حَوْلِي　　　عَلَى إِخْوَانِهِمْ لَقَتَلْتُ نفْسِيْ[30]

"جو لوگ روتے ہیں وہ میرے بھائی کی طرح نہیں ہیں لیکن میں اپنے آپ کو ان لوگوں کا غم میں شریک ہونے کی وجہ سے تسلی دیتی ہوں۔ اگر میرے اردگرد اپنے بھائیوں پر رونے والے نہیں ہوتے، تو میں اپنے بھائی کی موت کے غم میں اپنی جان لے لیتی۔"

9-حکایات نقل کرنا:

مصنفؒ نے کثرت کے ساتھ مختلف ابواب میں حکایات بطور تائید نقل کیے ہیں۔ مثال کے طور پر محاسن زکوۃ میں ہے کہ زکوۃ ایک قسم کا احسان ہے اور احسان سے لوگوں کے دل جیت لیے جاتے ہیں اور بندہ احسان کا غلام بن جاتا ہے اور محسن کی تعریف کرتا ہے۔ اس ضمن میں آپؒ نے ذوالقرنین کی حکایت نقل کی ہے، لکھتے ہیں:

" حِكَايَة : قِيْلَ إِنَّ أُمَّ ذِي الْقَرْنَيْنِ ، وَ اسْمُهُ إِسْكَنْدَرُ، دَخَلَتْ عَلَى ابْنِهَا بَعْدَ مَا مَلَكَ الْأَرْضَ بِأَقْطَارِهَا ، فَقَالَتْ : يَا بُنَيَّ مَلَكْتَ الْبِلَادَ بِالْفُرْسَانِ ، فَامْلِكْ الْقُلُوبَ بِالإِحْسَانِ ، فَقَد جُبِلَتْ الْقُلُوْبُ عَلَي حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا، وَ بُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا."[31]

"ذوالقرنین اسکندر کو جب سلطنت ملی، تو اس کی ماں نے اس سے کہا: بیٹا، آپ شہسواروں (فوج) کے ذریعے ملکوں کے بادشاہ بن گئے، اب احسان کر کے دلوں کے بادشاہ بن جاؤ، کیوں کہ احسان کرنے والے کی محبت اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے والے کی نفرت فطری طور پر دل میں پیدا ہوتی ہے۔"

10-اہل علم اور صلحاء کے اقوال نقل کرنا:

کبھی کبھار اہلِ علم اور صلحاء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں، مثلاً زکوۃ و صدقات دینے، دوسروں کی ضروریات کے خیال رکھنے اور سخاوت کی اہمیت سے متعلق امام ابو منصور ماتریدیؒ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

"حُكِي عَنِ أَبِيْ مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيدِي رَحِمَهُ الله أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ : يَجِبُ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يُعَوِّدَ وَلَدَهُ الْجُوْدَ وَ السَّخَاوَةَ بِالْمَوْجُوْدِ كَمَا يُعَلِّمُهُ الإِيْمَانَ بِالْمَعْبُوْدِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الدِّيْنِ آفَةٌ أَعْظَمُ مِنَ الْبُخْلِ.[32]"

"ابو منصور ماتریدیؒ فرماتے تھے: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو سخاوت اس طرح عادی بنائے جس طرح وہ ان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان سکھاتا ہے، کیوں کہ دین میں سب سے بڑی مصیبت بخل ہے۔"

11-بعض روایات میں احتیاط کی کمی:

بعض جگہ مصنفؒ نے بعض اقوال کو حدیث سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے، مثلاً صوم کے محاسن میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

" قَالَ الله عَلَيهِ السَّلَامُ : " خَيْرُ الدَّوَامِ الْأَزْم "[33](بہترین علاج پرہیز ہے۔)

جب کہ یہ حدیث نہیں ہے کیوں کہ کتبِ حدیث میں تلاشِ بسیار کے باوجود یہ روایت نہ مل سکی، بلکہ اس کو طبیب العرب حارث بن کلدہ کے اقوال و حِکَم میں نقل کیا گیا ہے۔ چناں چہ ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

" نُقِل مِن حِكَم الطبيب الحارثِ بْنِ الْكَلْدَةِ أَنَّهُ قَالَ : "خيرُ الدواءِ الأَزَم، وشرُّ الدَّاءِ إِدْخالُ الطَّعامِ عَلَى الطَّعَامِ[34]"

"حارث بن کلدہ طبیب کی حکمتوں میں سے یہ ہے کہ بہترین علاج پرہیز ہے اور بدترین بیماری شکم سیری کے باوجود کھانا کھانا ہے۔"

اَزم کا معنیٰ ہے:" الإمْساكُ عن الاسْتِكْثارِ، والحِمْيَةُ.[35] "(زیادہ کھانے سے روکنا اور پرہیز کرنا)۔ حِمیہ (احتیاط اور پرہیز کرنے) کی ہدایات احادیث میں ملتی ہیں، لیکن بعینہ یہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

12-احکام میں آسانی پر آخرت کے احوال کا قیاس کرنا:

مصنفؒ کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ ایک شرعی حکم کے محاسن وحِکَم بیان کرتے ہیں تو اس پر قیاس کرتے ہوئے امید کے دائرے آخرت کی حالت کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے اور اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ بندہ سفر کی مشقت اور روزے کی وجہ سے بھوک وپیاس کی مشقت میں نہ رہے ، اس پر قیاس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اللہ دنیا میں اپنے بندے پر دو مشقتیں(سفر اور بھوک کی مشقت) جمع نہیں کرتا تو وہ اس کی شایانِ شان ہے کہ موت کے وقت فراقِ روح کی مشقت اور فراقِ ایمان (کہ خاتمہ بالایمان نہ ہو) کی مشقت اس پر جمع نہ کرے،اس کو مصنفؒ درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"مَنْ بَعُدَ فِيْ سَفرِهِ عَنْ وَطَنِهِ وَ مَسْكَنِهِ بِأَيِّ عَزْمٍ ما كَانَ ، رَخَّصَ لَهُ الإِفْطَارَ ، فَكَأَنَّهُ يَقُوْلُ : لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدَيْ بَيْنَ مَشَقَّتَيْنِ: مَشَقَّةِ السَّفرِ وَ مَشَقَّةِ الْجُوْعِ ، فَأَوْلَى أَنْ لَا يَجْمَعَ عِنْدَ مَوْتِهِ بَيْنَ مَشَقَّةِ فِرَاقِ الرُّوْحِ وَ فِرَاقِ الْإِيْمَانِ."36

جو بندہ سفر کی وجہ سے اپنے وطن اور گھر سے جس نیت سے بھی دور رہے،اس کو اللہ تعالیٰ نے افطار کی اجازت دی ہے ، گویا کہ اللہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے پر دو مشقتیں یعنی سفر کی مشقت اور بھوک کی مشقت جمع نہیں کرتا۔ پس یہ اس کی شان کے زیادہ لائق ہے کہ موت کے وقت بندہ پر روح کی جدائی کی تکلیف اور ایمان کی جدائی کی تکلیف جمع نہ کرے۔"

علاوہ ازیں کئی دوسرے مواضع پر بھی اسی طرح اسلوب اختیار کیا ہے۔

نتائج بحث:

1. محاسن الاسلام وشرائع الاسلام فقیہ محمد بن عبد الرحمن بخاریؒ(546ھ) کی تصنیف ہے۔
2. مصنفؒ اپنے زمانے کے بڑے فقیہ، مفسر، متکلم اور واعظ تھے۔
3. محاسن الاسلام میں شرعی احکام کی فلاسفی اور محاسن بیان کیے گئے ہیں۔

4. کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق رکھی گئی ہے۔
5. محاسن کے ضمن میں مختلف النوع محاسن و حِکَم بیان کیے گئے ہیں۔
6. محاسن کو پڑھنے اور سمجھنے سے قاری کو بصیرت فی الدین اوراحکام کے بارے میں اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
7. محاسن کے ضمن میں تائید کے لیے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، حکایاتِ صالحین نقل کیے گئے ہیں۔
8. کئی مواضع میں اشعار کو بطور استدلال پیش کیا گیا ہے۔
9. اکثر مواضع میں روایت بالمعنی کو ذکر کیا گیا ہے۔
10. بعض جگہ احتیاط کی کمی کی وجہ سے غیر حدیث کو حدیث کہا گیا ہے۔
11. مجموعی اعتبار سے کتاب اپنے موضوع پر ایک بہترین کاوش ہے۔

تجاویز وسفارشات:

1. محاسن الاسلام وشرائع الاسلام عربی زبان میں ہے، افادہ عام کے لیے اس کا ترجمہ دیگر اہم زبانوں میں کیا جاسکتا ہے۔
2. تلاش بسیار کے باوجود اس کتاب کا محقق نسخہ نہیں مل سکا، لہذا اس پر تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔
3. "محاسن الاسلام میں وارد احادیث کا علمی جائزہ" تحقیقی مقالہ یا آرٹیکل لکھا جاسکتا ہے۔
4. محاسن الاسلام کا موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کے ساتھ تقابلی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] محمد بن علی بن اسماعیل شاشی، قفال، ابو بکر، 291ھ کو شاش (ماوراء النہر) میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے بڑے فقیہ، محدث اور ماہر لغت وادب تھے، فروع میں شافعی المسلک تھے، آپ کی تصانیف میں محاسن الشریعۃ، شرح رسالۃ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

الشافعی اور اصول الفقہ مشہور ہیں۔ 365ھ کو شاش میں وفات پائی۔ (سبکی، تاج الدین، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، 1413ھ، 2/176)

2 محمد بن محمد بن محمد، غزالی، طوسی، ابو حامد، 450ھ کو قصبہ طوس (خراسان) میں پیدا ہوئے، عالم دین، فلسفی اور صوفی تھے، تقریباً 200 کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں: احیاء علوم الدین، تہافۃ الفلاسفہ، الاقتصاد فی الاعتقاد۔ 505ھ کو طوس میں وفات پائی۔ (ابن خلکان، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، 1900ء، 1/463)

3 شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم، آپ ۱۱۱۴ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کی دینی، اصلاحی اور سیاسی خدمات آپ کے اہم کارنامے تھے۔ چند تصنیفات یہ ہیں: حجۃ اللہ البالغۃ، فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (فارسی میں) اور الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ آپ نے باسٹھ سال کی عمر میں ۱۱۷۶ھ کو وفات پائی۔ (السید سابق، **مقدمہ حجۃ اللہ البالغۃ**، دار الجیل، بیروت، 2005ء، ص:13)

4 شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1999ء، ص:9

5 السمعانی، عبد الکریم بن محمد، التحبیر فی المعجم الکبیر، رئاسۃ دیوان الاوقاف، بغداد، 1975ء، 2/153

6 نفسِ مصدر

7 ابو الوفاء القرشی، محمد بن محمد، الجواہر المضیۃ فی الطبقات الحنفیۃ، ھجر للنشر والطباعۃ، 2/80

8 نفسِ مصدر

9 الداودی، محمد بن علی، شمس الدین، طبقات المفسرین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2/181

10 التحبیر فی المعجم الکبیر/ 154

11 نفسِ مصدر

12 نفسِ مصدر

13 حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ کاتب چلپی، کشف الظنون عن آسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1/454، 458

14 احمد بن یوسف السید، محاسن الاسلام: نظرات منہجیۃ، تکوین للدراسات والابحاث، 2017ء، ص:7

15 زید بن فالح الربع الشمری، الجامع فی محاسن الاسلام، معالم الہدیٰ للنشر والتوزیع، ریاض، 1440ھ، ص:3

16 محمد بن عبد الرحمن، بخاری، محاسن الاسلام و شرائع الاسلام، مکتبۃ القدسی، قاہرہ، 1357ھ، ص:3

17 محاسن الاسلام و شرائع الاسلام، کتاب الصلاۃ، ص:7

18 نفسِ مصدر، کتاب الایمان، ص:4

19 نفسِ مصدر، محاسن عقد الذمۃ، ص:6

20 نفسِ مصدر، محاسن عقد الذمۃ، ص:7

21 نفسِ مصدر، محاسن الزکاۃ، ص:17

22 سورۃ آل عمران 133:3

23 محاسن الاسلام، محاسن الصوم، ص:22

24 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ ایامہ، حدیث(25)، 18/1

25 محاسن الاسلام، محاسن الاقرار باللسان، ص:6

26 طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، حدیث(9445)، 171/9

27 بیہقی، شعب الایمان، حدیث(99)، 202/1، حدیث کے حکم کے بارے میں امام سیوطی لکھتے ہیں: "رواه الطبراني و أبو يعلى و البيهقي في شعب الإيمان بسندٍ ضعيفٍ . (جامع الأحاديث 270/18)

28 تفصیل کے لیے دیکھیے امام سیوطیؒ کی تدریب الراوی، ص:42

29 شرح ديوان المتنبي لأبي الحسن الواحدي، ص: 186

30 دیوان الخنساء، ص:72، انیس الجلساء فی شرح دیوان الخنساء، ص:152

31 محاسن الاسلام، محاسن الزکاۃ، ص:14

32 نفسِ مصدر، ص:17

33 محاسن الاسلام، محاسن الصوم، ص:19

34 جواد علی، ڈاکٹر، المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام، دارالساقی، 2001ء، 16/16

35 مرتضیٰ زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالہدایۃ، 212/31

36 محاسن الاسلام، محاسن الصوم، ص:23